جشن عید میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد

﴿ الرد على من استحسن شيئا من البدع كالاحتفال بالمولد النبوي ﴾

[أردو- الأردية -Urdu]

محمد صالح المنجد

مراجعہ

شفیق الرحمن ضیاء اللہ مدنی

ناشر

1431 -2010

islamhouse.com

﴿الردّ على من استحسن شيئاً من البدع كالإحتفال بمولد النبوي﴾

[باللغة الأردية]

محمد صالح المنجد

مراجعة

شفيق الرحمن ضياء الله المدني

الناشر

2010 - 1431

islamhouse.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جشن عید میلاد النبی جیسی بدعات کو اچھا سمجھنے والے کا رد

سوال:

برائے مہربانی درج ذیل موضوع کے متعلق معلومات مہیا کریں: عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لوگ دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک گروہ تو کہتا ہے کہ یہ بدعت ہے کیونکہ نہ تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں منائی گئی اور نہ ہی صحابہ کے دور میں اور نہ تابعین کے دور میں. اور دوسراگروہ اسکا رد کرتے ہوئے کہتا ہے کہ :تمہیں جو بھی کہے کہ ہم جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں یا پھر صحابہ کے دور میں یا تابعین کے دورمیں پایا گیا ہے ،مثلا ہمارے پاس علم رجال اور جرح وتعدیل نامی اشیاء ایسی ہیں اور انکا انکار بھی کوئی شخص نہیں کرتا حالانکہ انکار میں اصل یہ ہے کہ وہ بدعت نئی ایجاد کردہ ہو اور اصل کی مخالف ہو-اورجشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل کہاں ہے جسکی مخالفت ہوئی ہے، اوربہت سارے اختلافات اس موضوع کے اردگرد گھومتے ہیں؟ اسی طرح وہ اسکودلیل بناتے ہیں کہ ابن کثیررحمہ اللہ نے جشن میلاد النبی منانے کو صحیح کہا ہے ،اسلئے آپ اس سلسلے میں شرعی دلائل کے ساتھ حکم واضح کریں؟

الحمد للہ:

اول:

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ علماء کرام کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخ پیدائش میں اختلاف پایا جاتا ہے اس میں کئی ایك اقوال ہیں جنہیں ہم ذیل میں پیش کرتے ہیں:

چنانچہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی رائے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے دن دو ربیع الاول کو پیدا ہوئے تھے.

اور ابن حزم رحمہ اللہ نے آٹھ ربیع الاول کو راجح قرار دیا ہے.

اور ایك قول ہے کہ: دس ربیع الاول کو پیدا ہوئے، جیسا کہ ابو جعفر الباقر کا قول ہے.

اور ایك قول ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش بارہ ربیع الاول کو ہوئی، جیسا کہ ابن اسحاق کا قول ہے.

اور ایك قول ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش رمضان المبارك میں ہوئی، جیسا کہ ابن عبد البر نے زبیر بکّار سے نقل کیا ہے.

دیکھیں: (السيرة النبوية لابن كثير (١٩٩ - ٢٠٠).

ہمارے علم کے لیے علماء کا یہی اختلاف ہی کافی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے اس امت کے سلف علماء کرام تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن کا قطعی فیصلہ نہ کر سکے، چہ جائیکہ وہ جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم مناتے، اور پھر کئی صدیاں بیت گئی لیکن مسلمان یہ جشن نہیں مناتے تھے، حتی کہ فاطمیوں نے اس جشن کی ایجاد کی.

شیخ علی محفوظ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" سب سے پہلے یہ جشن فاطمی خلفاء نے چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ میں منایا، اور انہوں نے میلاد کی بدعت ایجاد کی جس میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور علی رضی اللہ تعالی عنہ کی میلاد، اور فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالی عنہا کی میلاد، اور حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہما، اور خلیفہ حاضر کی میلاد، منانے کی بدعت ایجاد کی، اور یہ میلادیں اسی طرح منائی جاتی رہیں حتی کہ امیر لشکر افضل نے انہیں باطل کیا.

اور پھر بعد میں خلیفہ آمر باحکام اللہ کے دور میں پانچ سو چوبیس ہجری میں دوبارہ شروع کیا گیا حالانکہ لوگ تقریبا اسے بھول ہی چکے تھے.

اور سب سے پہلا شخص جس نے اربل شہر میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایجاد کی وہ ابو سعید ملك مظفر تھا جس نے ساتویں صدی ہجری میں اربل کے اندر جشن میلاد النبی منائی، اور پھر یہ بدعت آج تك چل رہی ہے، بلکہ لوگوں نے تو اس میں اور بھی وسعت دے دی ہے، اور ہر وہ چیز اس میں ایجاد کر لی ہے جو ان کی خواہش تھی، اور جن و انس کے شیاطین نے انہیں جس طرف لگایا اور جو کہا انہوں نے وہی اس میلاد میں ایجاد کر لیا " انتہی

دیکھیں" الإبداع في مضار الابتداع " (ص ۲٥١)

دوم:

سوال میں میلاد النبی کے قائلین کا یہ قول بیان ہوا ہے کہ:

جو تمہیں کہے کہ ہم جو بھی کرتے ہیں اس کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا عہد صحابہ یا تابعین میں پایا جانا ضروری ہے "

اس شخص کی یہ بات اس پر دلالت کرتی ہے کہ ایسی بات کرنے والے شخص کو تو بدعت کے معنی کا ہی علم نہیں جس بدعت سے ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچنے کا بہت ساری احادیث میں حکم دے رکھا ہے؛ اس قائل نے جو قاعدہ اور ضابطہ ذکر کیا ہے وہ تو ان اشیاء کے لیے ہے جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے کی جاتی ہیں یعنی اطاعت و عبادت میں یہی ضابطہ ہو گا.

اس لیے کسی بھی ایسی عبادت کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنا جائز نہیں جو ہمارے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروع نہیں کی، اور یہ چیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہمیں بدعات سے منع کیا ہے اسی سے مستنبط اور مستمد ہے، اور بدعت اسے کہتے ہیں کہ: کسی ایسی چیز کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی جائے جو اس نے ہمارے لیے مشروع نہیں کی، اسی لیے حذیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کہا کرتے تھے:

" ہر وہ عبادت جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے نہیں کی تم بھی اسے مت کرو "

اور اسی کے مثل امام مالک نے فرمایا:"جو چیز اسوقت دین نہ تھی ،آج بھی دین نہ ہوگی"

یعنی: جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دین نہیں تھا، اور نہ ہی اس کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا تھا تو اس کے بعد بھی وہ دین نہیں بن سکتا "

پھر سائل نے جو مثال بیان کی ہے وہ جرح و تعدیل کے علم کی ہے، اس نے کہا ہے کہ یہ بدعت غیر مذموم ہے، جو لوگ بدعت کی اقسام کرتے ہوئے بدعت حسنہ اور بدعت سئیہ کہتے ہیں ان کا یہی قول ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، بلکہ تقسیم کرنے والے تو اس سے بھی زیادہ آگے بڑھ کر اسے پانچ قسموں میں تقسیم کرتے ہوئے احکام تکلیفیہ کی پانچ قسمیں کرتے ہیں:

وجوب، مستحب، مباح، حرام اور مکروہ عزبن عبد السلام رحمہ اللہ نے یہ تقسیم ذکر کیا ہے اور ان کے شاگرد القرافی نے بھی ان کی متابعت کی ہے.

اور شاطبی رحمہ اللہ قرافی کا اس تقسیم پر راضی ہونے کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" یہ تقسیم اپنی جانب سے اختراع اور ایجاد ہے جس کی کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ یہ اس کا نفس متدافع ہے؛ کیونکہ بدعت کی حقیقت یہی ہے کہ اس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو نہ تو نصوص میں اور نہ ہی قواعد میں، کیونکہ اگر کوئی ایسی شرعی دلیل ہوتی جو وجوب یا مندوب یا مباح وغیرہ پر دلالت کرتی تو پھری کوئی بدعت ہوتی ہی نہ، اور عمل سارے ان عمومی اعمال میں شامل ہوتے جن کا حکم دیا گیا ہے یا پھر جن کا اختیار دیا گیا ہے، چنانچہ ان اشیاء کو بدعت شمار کرنے اور یہ کہ ان اشیاء کے وجوب یا مندوب یا مباح ہونے پر دلائل دلالت کرنے کو جمع کرنا دو منافی اشیاء میں جمع کرنا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا.

رہا مکروہ اور حرام کا مسئلہ تو ان کا ایك وجہ سے بدعت ہونا مسلم ہے، اور دوسری وجہ سے نہیں، کیونکہ جب کسی چیز کے منع یا کراہت پر کوئی دلیل دلالت کرتی ہو تو پھر اس کا بدعت ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ ممکن ہے وہ چیز معصیت و نافرمانی ہو مثلا قتل اور چوری اور شراب نوشی وغیرہ، چنانچہ اس تقسیم میں کبھی بھی بدعت کا تصور نہیں کیا جا سکتا، الا یہ کہ کراہت اور تحریم جس طرح اس کے باب میں بیان ہوا ہے.

اور قرافی نے بدعت کے انکار پر اصحاب سے جو اتفاق ذکر کیا ہے وہ صحیح ہے، اور اس نے جو تقسیم کی ہے وہ صحیح نہیں، اور اس کا اختلاف سے متصادم ہونے اور اجماع کو ختم کرنے والی چیز کی معرفت کے باوجود اتفاق ذکر کرنا بہت تعجب والی چیز ہے، لگتا ہے کہ اس نے اس تقسیم میں بغیر غور و فکر کیے اپنے استاد ابن عبد السلام کی تقلید و اتباع کی ہے.

پھر انہوں نے اس تقسیم میں ابن عبد السلام رحمہ اللہ کا عذر بیان کیا ہے اور اسے " مصالح مرسلہ " کا نام دیا ہے کہ یہ بدعت ہے، پھر کہتے ہیں:

" لیکن اس تقسیم کو نقل کرنے میں قرافی کا کوئی عذر نہیں کیونکہ انہوں نے اپنے استاد کی مراد کے علاوہ اس تقسیم کو ذکر کیا ہے، اور نہ ہی لوگوں کی مراد پر بیان کیا ہے، کیونکہ انہوں نے اس تقسیم میں سب کی مخالفت کی ہے، تو اس طرح یہ اجماع کے مخالف ہوا " انتہی

دیکھیں: الاعتصام (۱۵۲ - ۱۵۳).

ہم نصیحت کرتے ہیں کہ آپ کتاب سے اس موضوع کا مطالعہ ضرور کریں کیونکہ رد کے اعتبار سے یہ بہت ہی بہتر اور اچھا ہے اس میں انہوں نے فائدہ مند بحث کی ہے.

عز بن عبد السلام رحمہ اللہ نے بدعت واجبہ کی تقسیم کی مثال بیان کرتے ہوئے کہا ہے:

" بدعت واجبہ کی کئی ایک مثالیں ہیں:

پہلی مثال:

علم نحو جس سے کلام اللہ اور رسول اللہ کی کلام کا فہم آئے میں مشغول ہونا اور سیکھنا یہ واجب ہے؛ کیونکہ شریعت کی حفاظت واجب ہے، اور اس کی حفاظت اس علم کو جانے بغیر نہیں ہو سکتی، اور جو واجب جس کے بغیر پورا نہ ہو وہ چیز بھی واجب ہوتی ہے.

دوسری مثال:

کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے غریب الفاظ اور لغت کی حفاظت کرنا.

تیسری مثال:

اصول فقہ کی تدوین.

چوتھی مثال:

جرح و تعدیل میں کلام کرنا تا کہ صحیح اور غلط میں تمیز ہو سکے، اور شرعی قواعد اس پر دلالت کرتے ہیں کہ شریعت کی حفاظت قدر متعین سے

زیادہ کی حفاظت فرض کفایہ ہے، اور شریعت کی حفاظت اسی کے ساتھ ہو سکتی ہے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے " انتہی.

دیکھیں: قواعد الاحکام فی مصالح الانام (٢ / ١٧٣).

اور شاطبی رحمہ اللہ بھی اس کا رد کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" اور عزبن عبد السلام نے جو کچھ کہا ہے: اس پر کلام وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے، اس میں سے واجب کی مثالیں اسی کے حساب سے ہیں کہ جو واجب جس کے بغیر واجب پورا نہ ہوتا ہو تو وہ چیز بھی واجب ہے ۔ جیسا اس نے کہا ہے ۔ چنانچہ اس میں یہ شرط نہیں لگائی جائیگی کہ وہ سلف میں پائی گئی ہو، اور نہ ہی یہ کہ خاص کر اس کا اصل شریعت میں موجود ہو؛ کیونکہ یہ تو مصالح مرسلہ کے باب میں شامل ہے نہ کہ بدعت میں " انتہی.

دیکھیں: الاعتصام (١٥٧ - ١٥٨).

اور اس رد کا حاصل یہ ہوا کہ:

ان علوم كو بدعت شرعيہ مذمومہ كے وصف سے موصوف كرنا صحيح نہيں، كيونكہ دين اور سنت نبويہ كى حفاظت والى عمومى شرعى نصوص اور شرعى قواعد سے ان كى گواہى ملتى ہے اور جن ميں شرعى نصوص اور شرعى علوم (كتاب و سنت) كو لوگوں تك صحيح شكل ميں پہچانے كا بيان ہوا ہے اس سے بھى دليل ملتى ہے.

اور يہ بھى كہنا ممكن ہے كہ: ان علوم كو لغوى طور پر بدعت شمار كيا جا سكتا ہے، نا كہ شرعى طور پر بدعت، اور شرعى بدعت سارى مذموم ہى ہيں، ليكن لغوى بدعت ميں سے كچھ تو محمود ہيں اور كچھ مذموم.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" شرعى عرف ميں بدعت مذ موم ہى ہے، بخلاف لغوى بدعت كے، كيونكہ ہر وہ چيز جو نئى ايجاد كى گئى اور اس كى مثال نہ ہو اسے بدعت كا نام ديا جاتا ہے چاہے وہ محمود ہو يا مذموم " انتہى

ديكھيں: فتح البارى (١٣ / ٢٥٣).

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا یہ بھی کہنا ہے:

" البدع یہ بدعۃ کی جمع ہے، اور بدعت ہر اس چیز کو کہتے ہیں جس کی پہلے مثال نہ ملتی ہو، لہذا لغوی طور پر یہ ہر محمود اور مذموم کو شامل ہو گی، اور اہل شرع کے عرف میں یہ مذموم کے ساتھ مختص ہو گی، اگرچہ یہ محمود میں وارد ہے، لیکن یہ لغوی معنی میں ہو گی " انتہی

دیکھیں: فتح الباری (١٣ / ٣٤٠).

اور صحیح بخاری کتاب الاعتصام بالکتاب و السنۃ باب نمر ٢حدیث نمبر (٧٢٧٧) میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی تعلیق پر شیخ عبد الرحمن البراك حفظہ اللہ کہتے ہیں:

" یہ تقسیم لغوی بدعت کے اعتبار سے صحیح ہے، لیکن شرع میں ہر بدعت گمراہی ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" اور سب سے برے امور دین میں نئے ایجاد کردہ ہیں، اور ہر بدعت گمراہی ہے "

اور اس عموم کے باوجود یہ کہنا جائز نہیں کہ کچھ بدعات واجب ہوتی ہیں یا مستحب یا مباح، بلکہ دین میں یا تو بدعت حرام ہے یا پھر مکروہ، اور مکروہ میں یہ بھی شامل ہے جس کے متعلق انہوں نے اسے بدعت مباح کہا ہے: یعنی عصر اور صبح کے بعد مصافحہ کرنے کے لیے مخصوص کرنا " انتہی

اور یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے دور میں کسی بھی چیز کے کیے جانے کے اسباب کے پائے جانے اور موانع کے نہ ہونے کو مدنظر رکھنا چاہیے چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد اور صحابہ کرام کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت یہ دو ایسے سبب ہیں جو صحابہ کرام کے دور میں پائے جاتے تھے جس کی بنا پر صحابہ کرام آپ کا جشن میلاد منا سکتے تھے، اور پھر اس میں کوئی ایسا مانع بھی نہیں جو انہیں ایسا کرنے سے روکتا.

لہذا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام نے جشن میلاد نہیں منایا تو یہ علم ہوا کہ یہ چیز مشروع نہیں، کیونکہ اگر یہ

مشروع ہوتی تو صحابہ کرام اس کی طرف سب لوگوں سے آگے ہوتے اور سبقت لے جاتے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اسی طرح بعض لوگوں نے جو بدعات ایجاد کر رکھی ہیں وہ یا تو عیسی علیہ السلام کی میلاد کی طرح عیسائیوں کے مقابلہ میں ہیں، یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ا ور تعظیم میں ۔ اللہ سبحانہ و تعالی اس محبت اور کوشش کا تو انہیں اجروثواب دے گا نہ کہ اس بدعت پر ۔ کہ انہوں نے میلاد النبی کا جشن منانا شروع کر دیا ۔ حالانکہ آپ کی تاریخ پیدائش میں تو اختلاف پایا جاتا ہے ۔ اور پھر کسی بھی سلف نے یہ میلاد نہیں منایا، حالانکہ اس کا مقتضی موجود تھا، اور پھر اس میں مانع بھی کوئی نہ تھا.

اور اگر یہ یقینی خیر و بھلائی ہوتی یا راجح ہوتی تو سلف رحمہ اللہ ہم سے زیادہ اس کے حقدار تھے؛ کیونکہ وہ ہم سے بھی زیادہ رسول کریم صلی

اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کرتےتھے، اور آپ کی تعظیم ہم سے بہت زیادہ کرتے تھے، اور پھر وہ خیر و بھلائی پر بھی بہت زیادہ حریص تھے.

بلکہ کمال محبت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تو اسی میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی کی جائے، اور آپ کا حکم تسلیم کیا جائے، اور ظاہری اور باطنی طور پر بھی آپ کی سنت کا احیاء کیا جائے، اور جس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اس کو نشر اور عام کیا جائے، اور اس پر قلبی لسانی اور ہاتھ کے ساتھ جہاد ہو.

کیونکہ مہاجر و انصار جو سابقین و اولین میں سے ہیں انکا بھی یہی طریقہ رہا ہے اور ان کے بعد ان کی پیروی کرنے والے تابعین عظام کا بھی " انتہی

دیکھیں: اقتضاء الصراط (٢٩٤ - ٢٩٥).

اور یہی کلام صحیح ہے جو یہ بیان کرتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو آپ کی سنت پر عمل کرنے سے ہوتی ہے، اور سنت کو

سیکھنے اور اسے نشر کرنے اور اس کا دفاع کرنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اور صحابہ کرام کا طریقہ بھی یہی رہا ہے.

لیکن ان بعد میں آنے والوں نے تو اپنے آپ کو دھوکہ دیا ہوا ہے، اور اس طرح کے جشن منانے کے ساتھ شیطان انہیں دھوکہ دے رہا ہے، ان کا خیال ہے کہ وہ اس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت کا اظہار کر رہے ہیں، لیکن اس کے مقابلہ میں وہ سنت کے احیاء اور اس پر عمل پیرا ہونے اور سنت نبویہ کو نشر کرنے اور پھیلانے اور سنت کا دفاع کرنے سے بہت ہی دور ہیں.

سوم:

اور اس بحث کرنے والے نے جو کلام ابن کثیر رحمہ اللہ کی طرف منسوب کی ہے کہ انہوں نے جشن میلاد منانا جائز قرار دیا ہے، اس میں صرف ہم اتنا ہی کہیں گے کہ یہ شخص ہمیں یہ بتائے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے یہ بات کہاں کہی ہے، کیونکہ ہمیں تو ابن کثیر رحمہ اللہ کی یہ کلام کہیں نہیں

ملی، اور ہم ابن کثیر رحمہ اللہ کو اس کلام سے بری سمجھتے ہیں کہ وہ اس طرح کی بدعت کی معاونت کریں اور اس کی ترویج کا باعث بنیں ہوں.

واللہ اعلم .

الاسلام سوال و جواب